اور سینہ تان کر کہا جاتا ہے: ''یہ دنیاداری ہے، یہ کاروبار ہے، یہ تجارت ہے، یہ سیاست ہے...... یہ دنیا کا معاملہ ہے!!''

ہم نے **دین کو سکیڑ کر** صرف مسجد و مدرسے تک محدود کر دیا ہے...... 2×4 فٹ کے مصلے پر لا کھڑا کر دیا ہے...... اب دین اس محدود رقبے سے باہر نہیں جا سکتا ...... دیگر معاملاتِ زندگی تو دین کے لئے ''**شجر ممنوعہ**'' کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مسجدوں میں آ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور دین کی بات کرنے والے بھی بھول جاتے ہیں کہ ان کے گھروں میں ان چیزوں کو فروغ مل رہا ہے جو اللہ کے دین اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے ساتھ کھلا مذاق ہے......

بات پھر وہیں جا پہنچتی ہے کہ ہم نے ''نیکی'' اور ''بدی'' میں ''سمجھوتہ'' کر لیا ہے۔ اسی بنیاد پر قوم کی معاشی اور سماجی زندگی استوار ہوتی ہے۔ اگر اسی طرح معاشرتی زندگی کے مختلف شعبے گنتے چلے جائیں تو پوری کی پوری انفرادی زندگی، گھریلو اور عائلی زندگی، کاروباری زندگی، سماجی زندگی، تہذیبی و ثقافتی زندگی، دفتری زندگی...... الغرض زندگی کے سارے معاملات کا جائزہ لیں تو زندگی کا ستر فیصد سے زیادہ حصہ ''دنیاداری'' کے نام پر **بدی کے ساتھ سمجھوتے** پر چل رہا ہے۔

بتایئے! کتنوں کے کاروباری معاملات' رشوت و بدعنوانی کے بغیر چل رہے ہیں؟! پورا نظام رشوت کی گرفت میں ہے، کوئی چاہے تو بھی بچنا مشکل ہے ...... اس کے دل پر بوجھ ہوگا، لعنت بھیجے گا...... مگر اس کے بغیر چل نہیں رہا۔ سارے دفتری کام سفارش سے چل رہے ہیں، رشوت سے چل رہے ہیں۔ کوئی دس بیس روپیہ کی رشوت سے کام نکلوا رہا ہے تو کوئی ہزار دس ہزار سے اور کوئی لاکھوں کروڑوں روپے دے کر اور کوئی ''لمبے ہاتھ والے'' کے ذریعے اپنا کام نکلوا رہا ہے۔ اقربا پروری کو تو گویا آج کل کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا...... الغرض جتنا بڑا کام ہے اتنی بڑی رشوت!

سود کی لعنت سے اب کوئی بچنا چاہے بھی تو نہیں بچ سکتا، جس کام کو اللہ نے اپنے ساتھ **اعلان جنگ** قرار دیا تھا، کلمہ گو بھی اس میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں...... ایسی کوئی برائی نہیں جو معاشرے میں موجود نہ ہو، کسی کی عزت و آبرو محفوظ نہیں...... غیبت، چغلی اور حسد جیسی بیماریوں کو اب لوگوں نے گناہ سمجھنا ہی چھوڑ دیا ہے...... کیونکہ ان سے بڑے گناہوں کی کمی نہیں رہی۔

الغرض اس معاشرے پر شاعر کا یہ کلام صادق آتا ہے:

سانپ اگر ڈس دے تو ہے زہر کا تریاق بہت
آدمی اگر ڈسے تو ہر سانس بکھر جاتی ہے
سپئیر کر دیا ہے سپیرے نے سانپوں کو یہ کہ کر
یہ انسانوں کو انسانوں سے ڈسوانے کا موسم ہے

☆☆☆☆☆

تاریخ بلتستان قسط:16

ارضِ بلتستان

محمد اسماعیل فضلی

سکھ مت کے بانی بابا گورو نانک: بابا گرو نانک تلونڈی شہر (ننکانہ صاحب) میں 1469ء کو پیدا ہوا۔ زیادہ تعلیم حاصل نہ کی تھی مگر ابتداء ہی سے معرفت اور وحدانیت کی بات کیا کرتے تھے۔ انہیں دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ ایک مرتبہ ان کے والد نے انہیں سودا خریدنے کو کچھ رقم دی' تو گرو نے تمام رقم فقراء میں بانٹ دی۔ والد نے پوچھا تو کہا: میں نے ''سچا سودا'' کیا ہے۔

ضلع شیخوپورہ کے جس قصبے میں یہ واقعہ پیش آیا اس کا نام 'سچا سودا' پڑ گیا۔ جب کچھ عمر بڑھی تو والد نے کپورتھلہ (بھارت) میں سلطان لودھیؒ کے نواب دولت خان کے ہاں ملازمت دلائی، جہاں کئی سال تک اپنے فرائض بخوبی انجام دیتا رہا۔

اس دوران جب بھی موقع ملتا تو جنگلوں میں نکل جاتا اور مراقبہ کیا کرتا تھا۔ اس غیر فطری طریقے پر گیان ودھیان کے ذریعے نورِ ہدایت تو حاصل نہیں ہونا تھا، لیکن کسی قدر اخلاقی تعلیمات دینے کے قابل ہو گیا۔ بعد میں رفتہ رفتہ اس کے پیروکار نئی بدعات وخرافات کی عمیق گھاٹیوں میں کھوتے گئے۔ نوع انسانی کا اصلی دشمن انہیں بہکانے میں بھرپور کامیاب رہا۔

سکھ مت کی ابتدا: کہا جاتا ہے کہ انہیں حکم ہوا کہ تبلیغ کرو، اللہ وحدہ لاشریک کے نام کی پرچار کرو، جو اَحد ہے، اس کا نام حق ہے، وہ مالک وخالق ہے، دشمنی اور خوف سے لاپرواہ ہے، لافانی ہے، قائم بالذات اور اعلیٰ ہے، اکبر اور فیاض ہے۔ ان باتوں میں توحید کی روشنی نظر آتی ہے۔ مگر تمام کیے دھرے پر اس دعوے نے پانی پھیر دیا کہ انہیں غیبی حکم ملا ہے۔ اس طرح وہ مافوق الفطرت ہونے کا دعویدار تھا۔ انہوں نے ملازمت چھوڑی اور تیس سال کی عمر میں اس نئے دین کی تبلیغ میں منہمک ہو گیا۔ ساتھ ہی مسلمانوں اور ہندوؤں کے مذہبی مقامات کی زیارت کرتے ہوئے توہمات کے شکار افراد کو اپنے حلقے میں شامل کرتا چلا گیا۔ وہ پنڈتوں کے ساتھ مباحثے کرتا تھا، ذات پات اور چھوت چھات کے خلاف علم بلند کرتا، انہیں شرک وخرافات سے منع کرتا۔ باباجی نے اسی سلسلے میں ایران، افغانستان، مکہ معظمہ اور بغداد تک کا سفر کیا۔ سید بزرگ حسن سے دینیات اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ساری زندگی تبلیغ میں صرف کر دی۔ اکثر اوقات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اللہ پاک اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم اور نیکی کا درس دیا کرتا تھا۔

بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کی طرح سکھ مت کے بانی گرونانک کا ہدف بھی انسانیت کی اصلاح تھا، مگر بعد میں ان کے عقائد کو مسخ کر کے سکھوں کو جارح اور ظالم قوم بنا دیا گیا۔ تحریک آزادی پاکستان کے موقع پر اس کے نام نہاد پیروکاروں نے جس شقاوتِ قلبی کا مظاہرہ کیا' تاریخ انسانیت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

بابا نے عمر کے آخری ایام دریائے راوی کے کنارے کرتار پور دیہات میں گزارے اور ستر سال کی عمر پا کر 1539ء میں وفات پائی۔ بابا کی تعلیمات میں وحدانیت خالق کا ذکر بہت ہوتا تھا، اس لیے مسلمان اصرار کرتے تھے کہ انہیں اسلامی طریقے پر دفنایا جائے گا، جبکہ ہندو بضد تھے کہ ہندو نسل سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اسے ہندوانہ طریقے پر جلایا جائے گا۔

بابا گرونانک کے جانشین: بابا کے دونوں بیٹے ان کے عقیدے سے منحرف تھے، اس لیے وفات سے قبل اپنے ایک چہیتے چیلے ''انگد'' کو جانشین نامزد کر دیا۔ اُس نے اپنی روح انگد کے اندر حلول کرنے کا اعلان کیا، جس سے سکھوں کا عقیدہ بن گیا کہ ہر گرو کی جسد خاکی میں بابا گرونانک کی روح حلول کرتی ہے۔ اس لیے تمام گرو اپنے نام کے ساتھ ''نانک'' کا لاحقہ لگاتے ہیں۔

میلہ بیساکھی: سکھ نظریات کے مطابق گندم کی کٹائی کے موسم میں میلہ بیساکھی منایا جاتا ہے اور اسے ''خالصہ جنم دن'' کی حیثیت سے مذہبی عقیدت حاصل ہے۔ اس دن گردواروں (سکھوں کی عبادت گاہوں) میں اس مذہبی تہوار کا خوب اہتمام کیا جاتا ہے''سر پنجہ'' حسن ابدال کو اس رسم کی مرکزیت کا رتبہ حاصل ہے۔ درگاہِ شاہ قندہاری اور سری پنجہ ان کے دم سے بارونق رہتے ہیں۔ دنیا بھر سے سکھ مذہب کے عقیدت مند بیساکھی میں شرکت کے لیے یہاں کا رخ کرتے ہیں جو ہفتہ بھر جاری رہتا ہے۔

جنم دن میں شمولیت راحت ونجات کا باعث سمجھا جاتا ہے، ایسا ہی خود ساختہ عقیدہ امت اسلامیہ کے بعض اہل بدعت کو بھی ایک ایک بزرگ کے مزار پر لے آتا ہے، وہ اس مزار سے مرادیں مانگتے اور حاجت روائی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ سری پنجہ کی چوٹی پر شاہ قندھاری خلوت وریاضت کیا کرتا تھا، بابا گورونانک بھی گیان دھیان کی تلاش میں یہاں مقیم ہوا۔ پانی صرف پہاڑ کی چوٹی پر تھا، جس پر شاہ قندھاری قابض تھا۔ بابا کے مرید پانی کے لئے آئے تو قندھاری کے مریدوں نے کہا کہ پانی چاہیے تو شاہ قندھاری سے مانگو۔ بابا وہاں پہنچا مگر تین دن تک پانی حاصل نہ ہوسکا۔ آخر بابا کے حکم سے ایک پتھر کو اکھاڑا گیا تو پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ بابا قندھاری کو معلوم ہوا کہ سارا پانی نیچے اتر گیا ہے، تو انہوں نے کرامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک چٹان بابا گرونانک کی طرف لڑھکا دی، بابا کے مریدوں کے اوسان خطا ہو گئے تو بابا نے ہاتھ بڑھا کر چٹان کو روکا۔ اس چٹان پر بابا کے ہاتھ کا نشان موجود ہے۔ آج اسی چٹان اور چشمے کے گرداگرد سکھوں کا گردوارہ ایستادہ ہے۔☆

اسی طرح بلتستان کے بعض وہم پرست ایک افسانوی ہیرو ''ہلافو کیسر'' سے متعلق توہمات کے شکار ہیں۔ مثلاً کھانے نامی گاؤں کے نالے میں کیسر گیالفو کی بیگم ''ہلانو بزگمو'' کا لال ہار ایک مخروطی پہاڑ پر نشان چھوڑ گیا ہے۔

☆ مختلف قدرتی مناظر کو دیکھ کر بدعات وخرافات کے پیشرو اسی طرح دلچسپ قصے کہانیاں گڑھ لیتے اور جاہل عوام کو اوہام پرستی میں غرق کرکے اپنی دکانداری چمکاتے ہیں۔

نچلو ''ھلٹانو بروق'' کے دھانے پر کیسر رگیالفو کی بندوق بصورت پتھر ہے۔موضع غواڑی میں بُرت نامی جگہے پر واقع اونچے اور عمودی پہاڑ میں اس کے تیر پیوست ہیں، جوانہوں نے دریا پار کونیس کے پہاڑوں سے مارے تھے۔اگر کسی کو یہ تیر مل جائے تو اس کی قسمت کھل جائے گی۔یہیں سیاچن روڈ کے زیریں سنگلاخوں میں واقع چٹانوں میں قدرتی طور پر ہاون کی شکل میں پتھر موجود ہیں۔ گویا کسی نے مہارت کے ساتھ کھودا ہو۔مشہور ہے کہ یہ سب رگیالفو کے ہاون ہیں۔ موضع براہ کے سنگلاخ چٹانوں میں رانی ''ھلانو برگمو'' کی جوتی کا نشان موجود ہے۔

سری پنجہ کے پہاڑ پر موجود گردوارہ عالیشان ہے، جہاں یاتریوں کے قیام وطعام کا بندوبست بھی ہوتا ہے۔گیٹ کے سامنے ایک خوبصورت تالاب ہے،جس کے سامنے چشمے میں وہی چٹان ایستادہ ہے۔البتہ زائرین کو وہاں تک جانے کی اجازت نہیں۔ گردوارے سے متصل مغل شہزادی لالہ رخ کا مقبرہ ہے،جس کے بارے میں حکایت ہے کہ زندہ دیوار میں چن دی گئی تھی۔

سکھوں کے فرقے: عام طور پر سکھوں کے دوفرقے مشہور ہیں: {1} سنگھ یا کیس دھاری {2} سہج دھاری

(۱) کیس دھاری جو پاہل کی رسم ادا کر کے سکھ بنائے گئے تھے، یہ گرو گوند سنگھ (گوبند سنگھ) کے کٹر پیروکار ہیں۔

(۲) سہج دھاری فرقہ پاہل کی رسم سے انکاری ہے اور گرونانک کی تعلیمات کے تحت روحانی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۳) ان کے بعد ''نانک پنتھی'' فرقہ بنا۔یہ گرو کی بنائی ہوئی بعض رسومات کو نہیں مانتے۔قدیم تعلیمات کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۴) ''اداسی'' یعنی: دنیا سے دور رہنے والے۔یہ گرونانک کے بیٹے سرچندی جی کو رہبر مانتے ہیں۔ان میں ہندوؤں کے راہبانہ مسلک کی جھلک بھی ملتی ہے۔

(۵) ''اکالی'' یعنی: غیر فانی اللہ کے پرستار، یہ گرو گوبند سنگھ کے پیروکار ہیں اور بڑے جنگجو ہیں۔

(۶) ''بندائی'' یہ سکھ بندہ بیراگی کو گیارھواں گرو مانتے ہیں، مگر خالصہ جٹ اس کا انکار کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ مذہبی سکھ اور دام داسی سکھ یاون کی اولاد کو رورام داس کے ہاتھوں سکھ ہوئے یا پاہل کی رسم ادا کر کے سکھ ہوئے۔

سکھوں کے دس گرو (۱) بابا گرونانک (سکھ مت کا بانی)

(۲) گرو انگد جو ۱۳ سال تک سکھ مت کی خدمت کرتا رہا، ۱۵۵۲ء میں وفات پائی۔اس نے امرداس کو جانشین مقرر کیا۔

(۳) گرو امرداس نے ۲۲ سال تک سکھ مت کی خدمت کی، ۱۵۷۴ء میں وفات پائی۔اس نے سکھوں کو خوب منظم کیا اور باقاعدہ تبلیغ کا طریقہ اپنایا، مساوات اور بھائی چارے کا درس دیا۔رسم ''ستی'' کو ظلم کہا اور بیوگان کے ساتھ شادی کو باعث ثواب قرار دیا۔

(۴) گورورام داس: گورو امرداس کا چیلا اور داماد تھا، اس نے سکھ ازم کا خوب پرچار کیا۔

(۵) گرورجن: ۱۵۸۱ء میں اپنے والد کی گدی پر بیٹھا اور سکھوں کو ایک فرقے کی حیثیت سے منظم کیا۔سکھوں کی مقدس کتاب